## مروجہ نظام زمینداری اور اسلام (۱۳)

# مزارعت اور ائمہ اربعہ

از قلم: مولانا محمد طاسین

آئیے اب یہ دیکھیں کہ مزارعت کے متعلق چار ائمہ مجتہدین کا موقف کیا ہے جن کے علم وفضل، فہم وتفقہ اور ورع وتقویٰ پر امت مسلمہ کی عظیم اکثریت کا اعتماد رہا اور ان کو فقہ میں مجتہد مطلق اور امام تسلیم کیا گیا ہے اور پھر جن کے اجتہادات کی بنیاد پر چار فقہی مذاہب وجود میں آئے جو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے ناموں سے مشہور ومعروف ہیں۔ اور جن کی طرف نسبت کو کروڑ ہا مسلمان اپنے لئے باعث فخر محسوس کرتے ہیں۔
ان چار ائمہ سے میری مراد امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ہیں۔ اور جو اپنی بے پناہ شہرت کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

مزارعت کے جواز وعدم جواز سے متعلق ائمہ اربعہ کا جو موقف ہے اس کے علم کا اصل ذریعہ خود ان کی اپنی کتابیں اور ان کے تلامذہ کی کتابیں ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم ان اصل اور ابتدائی کتابوں کی طرف رجوع کریں اور یہ دیکھیں کہ ان کے اندر مزارعت کے متعلق ائمہ کا موقف کیا لکھا ہے۔ وہ اسے جائز اور صحیح گردانتے تھے یا ناجائز اور باطل۔
چونکہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ میں اپنی کوئی کتاب نہیں ملتی بلکہ ان کی فقہ سے متعلق وہی کتابیں ہیں جو ان کے دو نہایت قابل اور ارشد تلامذہ امام محمد شیبانی اور قاضی ابویوسفؒ نے لکھی ہیں جنہیں صاحبین کہا جاتا ہے لہٰذا مسئلہ مزارعت کے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قاضی ابویوسف اور امام محمد شیبانی کی کتابوں کو دیکھا جائے جو مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ امام مالک کے موقف کو جاننے کے لئے الموطا جو ان کی اپنی کتاب ہے اور المدونۃ الکبریٰ جو ان کے معتمد علیہ شاگرد امام سحنون کی جمع وتالیف کردہ ہے کو دیکھنا چاہئے۔ امام شافعی کے مسلک کو معلوم کرنے کے لئے خود ان کی کتاب الام کو اور امام احمد بن حنبل کا موقف جاننے کے لئے مختصر الخرقی کو دیکھنا ضروری ہے، صدیوں بعد لکھی ہوئی

متاخرین کی کتابوں پر اس سلسلہ میں تمام تر انحصار نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ بعد کے فقہاء عموماً اپنے امام کے موقف سے ہٹ گئے اور بعض نے اپنے امام کے موقف کی غلط ترجمانی کی جس کا بڑا سبب ان کے زمانوں کے مخصوص معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالات تھے، بہرحال جب اصل اور بنیادی کتابیں دستیاب ہیں تو انہی پر اعتماد و بھروسہ کرنا چاہئیے۔

# امام ابوحنیفہ رح اور مزارعت

مزارعت کے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف معلوم کرنے کے لئے جب ہم قاضی ابویوسف کی کتاب، کتاب الخراج کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں دو جگہ ہمیں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مزارعت کا معاملہ ایک فاسد اور قطعی ناجائز معاملہ تھا پہلی عبارت یہ ہے کہ:

| | |
|---|---|
| کان ابوحنیفۃ رحمہ اللہ ممن یکرہ ذٰلک کلہ فی الارض البیضاء وفی النخل والشجر بالثلث والربع واقل واکثر (ص ۸۸ - الخراج) | حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جو مزارعت ومساقات کی ہر شکل کو برا اور ناجائز فرماتے تھے۔ وہ خالی زمین میں ہو یا باغ و درختوں میں تہائی کے بدلے ہو یا چوتھائی کے یا اس سے کم کے یا زیادہ کے۔ |

دوسری عبارت حسب ذیل ہے:

| | |
|---|---|
| وجہ آخر المزارعۃ بالثلث والربع فقال ابوحنیفۃ فی ھذا انہ فاسد وعلی المستاجر اجر مثلھا۔ (ص ۹۱ - کتاب الخراج) | دوسری شکل ہے مزارعت تہائی اور چوتھائی پر، سو امام ابوحنیفہ کا اس کے متعلق موقف یہ ہے کہ وہ فاسد معاملہ ہے اور متاجر پر اجر مثل اجیر یعنی کاشتکار کے لئے لازم ہوتا ہے۔ |

آخری جملے کا مطلب یہ کہ اگر کہیں دو آدمیوں نے آپس میں یہ معاملہ کر لیا ہو تو اسے فسخ کر دیا جائے اور کاشت کار نے جو محنت کی ہو اس کا اسے رواج کے مطابق معاوضہ

ادا کیا جائے یعنی مالک زمین اس کو اس کی محنت کی اجرت ادا کرے اور کاشت کار کا کوئی مالی خرچہ ہوا ہے تو وہ بھی اس کو ادا کرے۔

اسی طرح قاضی ابو یوسفؒ نے اپنی ایک اور کتاب جس کا نام ہے: "اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ" میں لکھا ہے یہ کتاب بھی مطبوعہ شکل میں موجود ہے

| | |
|---|---|
| واذا اعطی الرجل الرجل ارضا | اور جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو |
| مزارعة بالنصف او الثلث | زمین مزارعت پر دے نصف کے عوض |
| او الربع، او اعطی نخلا وشجرا | یا تہائی یا چوتھائی کے عوض، یا ایک شخص |
| معاملة بالنصف او اقل من | باغ و درخت دوسرے کو مساقاۃ پر دے |
| ذٰلك او اكثر فان ابا حنيفة | بعوض آدھے پھل یا آدھے سے کم یا آدھے |
| كان يقول هذا كله باطل | سے زیادہ کے، تو امام ابو حنیفہ فرماتے |
| لانه استاجره بشئ مجهول | تھے یہ سب معاملہ باطل ہے کیونکہ اس |
| ويقول ارأيت لولم يخرج من | میں ایک شخص دوسرے کو اجیر بناتا ہے۔ |
| ذٰلك شئ أليس كان عمله | مجہول اُجرت کے بدلے، اور یہ بھی فرماتے |
| ذٰلك بغير اجر۔ | کہ بتلائیے اگر کسی وجہ سے کھیت اور |
| (ص ۲۱، ۲۲م۔ کتاب مذکور) | باغ میں کچھ بھی پیدا نہ ہو تو ایسی صورت |

میں اس اجیر یعنی کسان و باغبان کا کیا کرایا سب کام بغیر اجرت کے تہس نہس ہو کر رہ جائے گا؟

اس عبارت میں یہ جو الفاظ ہیں "فان ابا حنيفة كان يقول هذا كله باطل" یہ اس پر نہایت واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ آخر دم تک مزارعت کو ایک باطل معاملہ فرماتے رہے کیونکہ کان یقول ماضی استمراری کا صیغہ ہے، اسی طرح اس عبارت میں اس معاملہ کے باطل ہونے کی جو وجہ بتلائی گئی ہے وہ بھی اس معاملے کے مستقل اور دائمی بطلان پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی کاشتکار کے لئے اس کے کام کی

اجرت کا مجہول اور غیر یقینی ہونا

بعض احادیث نبویہ میں واضح ہدایت ہے کہ اجیر و مزدور سے کام لینے سے پہلے اسکو بالکل واضح طور پر بتلا دیا جائے کہ اس کی کتنی اجرت ہو گی یعنی باعتبار کمیت و مقدار کے اجرت

کا واضح تعین ہو مثلاً سنن الدارقطنی میں ہے:

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا استأجر احدکم اجیرا فلیعلمه اجره۔
(ص ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دوسرے کو اجیر بنائے تو ضرور اسے اس کی اجرت کی مقدار بتلا دے۔

عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن استیجار الاجیر حتی یبین اجره
(ص ۶۸ ۔ ج ۳ ۔ مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کسی کو اجیر مقرر کرنے اور کسی سے اجرت پر کام لینے سے یہاں تک کہ اس کیلئے اس کی اجرت بالکل واضح کر دی جائے۔

امام ابوحنیفہ کے دوسرے شاگرد امام محمد الشیبانی مؤطا میں لکھتے ہیں:

وبهذا نأخذ لا بأس بمعاملة النخل علی الشطر والربع او مزارعة الارض البیضاء علی الشطر والثلث والربع وکان ابوحنیفة یکره ذلک ویذکر ان ذلک هو المخابرة التی نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم۔
ص ۳۵۷ ۔ مؤطا محمد

اور اس کو ہم لیتے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ حرج نہیں کہ باغ کا معاملہ نصف یا چوتھائی پر کیا جائے یا زمین کا معاملہ نصف یا تہائی یا چوتھائی کے مزارعت پر کیا جائے اور ابوحنیفہ اس کو حرام اور ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے کہ یہ وہی مخابرہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور منع فرمایا ہے

اس عبارت میں امام محمد الشیبانیؒ نے اپنے متعلق یہ بتلایا ہے کہ وہ مزارعت کے جواز کے قائل ہیں لیکن ان کے استاذ امام ابوحنیفہ اس کے عدم جواز کے قائل تھے۔ امام محمدؒ کی دوسری کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ مزارعت کو مکروہ، فاسد و ناجائز معاملہ گردانتے تھے، مثلاً کتاب جامع صغیر میں لکھتے ہیں:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة

محمد نے یعقوب یعنی قاضی ابویوسفؒ سے

| | |
|---|---|
| قال المزارعة فاسدة ، فان سقى الارض وكربها ولم تخرج شيئا فله اجر مثله | روایت کیا انہوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا مزارعت فاسد معاملہ ہے ۔ اگر کسی نے زمین سینچ اور جوت لی اور کوئی شے اس سے پیدا |
| (ص ۱۴۸ - جامع الصغیر) | |

نہیں ہوئی تو کاشت کار کے لئے اجر مثل ہوگا ۔

اور پھر متقدمین میں سے امام جعفر طحاوی کو لیجئے جو مذہب حنفی کے زبردست حامی اور ترجمان مانے گئے ہیں اپنی حدیث اور فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مزارعت ناجائز اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے ۔ مثلاً اپنی کتاب مختصر الطحاوی میں لکھتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| ولا بأس بالمزارعة على جزء من الاجزاء ما تخرج فى قول ابى يوسف ومحمد بن الحسن ولا يجوز ذلك فى قول ابى حنيفة | اور کچھ حرج نہیں مزارعت میں پیداوار زمین کے حصوں میں سے کسی حصہ پر ابو یوسف اور محمد بن الحسن کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق یہ جائز نہیں ۔ |
| ص ۱۳۳ - مختصر الطحاوی | |

علامہ السرخسیؒ المبسوط میں لکھتے ہیں :

| | |
|---|---|
| ان المزارعة والمعاملة فاسدتان فى قول ابى حنيفة وزفر وفى قول ابى يوسف ومحمد هما جائزتان | بلاشبہ مزارعت اور مساقات دونوں فاسد معاملے ہیں امام ابو حنیفہ اور زفر کے فرمانے کے مطابق اور ابو یوسف اور محمد کے فرمانے کے مطابق دونوں جائز ہیں ۔ |
| (ص ۱۷ - ج ۲۳) | |

قدوری جو فقہ حنفی کا نہایت مستند متن ہے ہیں ہے :

| | |
|---|---|
| قال ابو حنيفة المزارعة بالثلث والربع باطلة | امام ابو حنیفہ نے فرمایا تہائی اور چوتھائی کے بدلے مزارعت ایک باطل معاملہ ہے ۔ |
| (ص ۱۵۸) | |

فقہ حنفی کی بیش قیمت کتاب بدائع الصنائع میں علامہ الکاسانی لکھتے ہیں :

| | |
|---|---|
| واما شرعیة المزارعة فقد اختلف فیها قال ابوحنیفة انها غیر مشروعة وبه اخذالشافعی وقال ابویوسف ومحمد انها مشروعة | اور بہرحال مزارعت کی مشروعیت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اس کے غیر مشروع ہونے کے قائل ہیں۔ اور اسی کو امام شافعی نے بھی لیا ہے۔ اور قاضی ابویوسف اور محمد اس کے مشروع ہونے کے قائل ہیں۔ |

(ص ۱۷۵ - ج ۶)

ہدایہ میں بھی علامہ مرغینانی نے یہی لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| لا تجوز المزارعة والمساقاة عند ابی حنیفة | مزارعت اور مساقات دونوں ناجائز ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک |

غرضیکہ فقہ حنفی کی ان ابتدائی اور بنیادی کتابوں میں جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں اور متقدمین نے لکھی ہیں، اس بات کی پوری صراحت ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مزارعت کا معاملہ باطل، فاسد، مکروہ، غیر مشروع اور ناجائز معاملہ تھا اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ابتدائی کتابوں میں کراہیت کا لفظ حرمت کے تقریباً ہم معنی تھا۔ ظاہر ہے کہ مجموعی طور پر یہ سارے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ امام اعظم کی نظر میں اس معاملہ کی نہی تنزیہی نہ تھی تحریمی تھی اور وہ شدت و سختی کے ساتھ اس معاملے کے مخالف اور اسے بالکل ختم کر دینے کے حق میں تھے۔ لہٰذا چھٹی صدی کے ایک فقیہ حاوی القدسی کا یہ لکھنا کہ:

| | |
|---|---|
| "کرهها ابوحنیفة ولم ینه عنها اشد النهی" | "امام ابوحنیفہ نے مزارعت کے متعلق کراہیت کا اظہار تو کیا لیکن سختی کے ساتھ اس سے روکا نہیں" |

کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے! اگر ایسی بات ہوتی تو خود ان کے دو شاگرد جو اس مسئلہ میں ان سے اختلاف بھی رکھتے تھے، یہ توجیہہ پیش کر کے حقیقی اختلاف کی نفی کر سکتے تھے۔ حالانکہ انہوں نے برابر اس کا اثبات اور اظہار کیا، علاوہ ازیں جس شخص کی نظر ان دلائل پر ہو جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت کے عدم جواز میں پیش کئے ہیں وہ کبھی بھی علامہ حاوی القدسی کی مذکورہ بات سے اتفاق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ دلائل مزارعت کی شدید قباحت اور حرمت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً صاحب الہدایہ نے جو دلائل لکھے ہیں ان میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس میں آپؐ نے مخابرہ سے

منع فرمایا ہے اور مخابرہ کے متعلق ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو اسے نہ چھوڑے اس کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے یا یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے برسرپیکار اور مصروف جنگ ہے، اور چونکہ ربٰو کو نہ چھوڑنے والوں کے لئے بھی قرآن مجید میں بعینہٖ یہی وعید اور دھمکی ہے جسے قرآن نے قطعی طور پر حرام بتلایا ہے لہٰذا اس سے مخابرت کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے جو مزارعت ہی کا دوسرا نام ہے دوسری دلیل جو قیاسی نوعیت کی ہے یہ کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ قفیز الطحان سے منع فرمایا ہے جس کا مطلب یہ کہ اس طرح سے چکی والے سے آٹا نہ پسوایا جائے کہ اس کی اجرت پسے ہوئے آٹے میں سے ایک پیمانہ ہوگی، مطلب یہ کہ جو چیز اجیر و مزدور کی محنت سے وجود میں آئے اس میں سے کچھ اس کی اجرت نہ مقرر کی جائے۔ بلکہ الگ سے اجرت ہونی چاہیئے اور چونکہ مزارعت کے معاملہ میں بھی یہی طے پاتا ہے کہ کاشت کار کو اس کی محنت سے پیدا شدہ غلے وغیرہ کا ایک حصہ اس کی محنت کے عوض ملے گا لہٰذا حدیث مذکور کی رو سے یہ ممنوع و ناجائز قرار پاتا ہے۔ تیسری دلیل بھی قیاسی قسم کی ہے جس کی تفصیل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اجارے کے ایسے معاملے سے منع فرمایا ہے جس میں اجیر کے لئے اس کا اجرت کمیت و کیفیت کے لحاظ سے مجہول اور غیر یقینی ہو، اور چونکہ مزارعت میں بھی کاشتکار کی اجرت مجہول اور غیر یقینی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق معاملۂ مزارعت ممنوع و ناجائز قرار پاتا ہے اور حدیث خیبر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل خیبر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ طے فرمایا تھا وہ مزارعت کا معاملہ نہ تھا بلکہ خراج مقاسمت کا معاملہ تھا۔ جو آج بھی جائز ہے اور مسلمان سربراہِ حکومت، اپنے غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ ایسا معاملہ کر سکتا ہے۔

غرضیکہ مزارعت کے عدم جواز سے متعلق امام ابوحنیفہ کے مذکورہ دلائل ثابت اور واضح کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ معاملہ بنیادی طور پر ایک ممنوع اور ناجائز معاملہ تھا اور وہ اس کی کسی شکل کو جائز و درست نہ سمجھتے تھے۔

رہا یہ سوال کہ اگر امام اعظم کے نزدیک مزارعت کا معاملہ بنیادی اور جوہری طور پر ایک باطل اور فاسد معاملہ تھا تو اس معاملہ سے متعلق وہ بعض ایسی تفریعات کے کیوں قائل ہوئے

جو ایک بنیادی طور پر باطل معاملہ سے متعلق نہیں ہوسکتیں مثلاً ان کا یہ فرمانا:

فان سقی الارض وکربھا ولم
یخرج شیئاً فلہ اجر مثلہ
(ص ۱۴۸۔ جامع الصغیر)

پس اگر کاشت کار نے دوسرے کی زمین کو پانی سے سینچ دیا اور جوت دیا اور کوئی چیز زمین سے برآمد نہ ہوئی تو ایسی صورت میں کاشت کار کے لئے مالک زمین پر اجر مثل ہوگا۔

تو اس سوال کا جواب وہی ہے جو بعض علماء نے ان الفاظ میں دیا ہے۔

ان الامام کان لیعلم ان الناس
لیسوا بعاملین علی مسألتی
نفرع المسائل علی انھم ان
زارعوھا فما ذا تکون احکامھا
(ص ۲۹۵۔ ج ۳۔ فیض الباری)

چونکہ امام صاحب یہ جانتے تھے کہ لوگ مزارعت کے معاملہ میں میرے قول پر عمل کرنے والے نہیں لہٰذا انہوں نے کچھ مسائل کی اس طرح تفریع کی کہ اگر کچھ لوگ مزارعت کا معاملہ کریں تو اس صورت میں اسکے احکام کیا ہونگے؟

مطلب یہ کہ امام اعظم نے مزارعت سے بعض فروعی مسائل کے بارے میں جو بعض احکام تجویز کیے، وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک یہ معاملہ بنیادی طور پر باطل معاملہ نہ تھا بلکہ اس وجہ سے تجویز کئے کہ کاشت کار کو اس کے عمل و کام کا معاوضہ ضرور ملے۔ اور اس کی محنت و مشقت یونہی رائیگاں نہ جائے۔ اسی طرح بیج والے کو اس کے بیج کا عوض ضرور ملے جو اس کا حق ہے۔

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ کے دو نامور شاگرد قاضی ابویوسف اور امام محمد الشیبانی اپنے استاذ کے برخلاف جواز مزارعت کے قائل تھے اور جیسا کہ ان کی اپنی کتابوں میں مذکور ہے وہ اس کے جواز میں ایک معاملۂ خیبر والی حدیث بطور دلیل پیش کرتے تھے اور دوسری یہ قیاسی دلیل کہ مزارعت، مضاربت کے مشابہ ہے لہٰذا جب مضاربت جائز ہے تو مزارعت بھی جائز ہونی چاہیئے، تیسرے صحابہ و تابعین کے بعض آثار پیش کرتے تھے جو پیچھے آثار کی بحث میں ہم نے نقل کیے۔ لہٰذا حدیث خیبر سے مزارعت کا جواز ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس پر گذشتہ صفحات میں کافی تفصیل سے بحث ہوچکی اور جس سے یہ بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اس حدیث سے مسلمانوں کے درمیان

[illegible] کا قیام تھا وہ مزارعت کے جواز کی بنیاد پر نہیں بلکہ عدم جواز کی بنیاد پر ہی عمل میں آسکتا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں امام ابوحنیفہ کی نظر ان تمام پہلوؤں پر تھی ۔ لہٰذا انہوں نے غلط حالات کے ساتھ مصالحت کی بجائے مزارعت کے متعلق وہ موقف اختیار کیا جو اسلام کے اصل منشا کے مطابق اور نظری طور پر بالکل صحیح و درست تھا ۔ اور کہنا چاہیئے کہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے مزارعت کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے موقف کو چھوڑ کر قاضی ابویوسف کے موقف کو عملاً اختیار کیا اور اس کی وجہ سے ان کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ۔ بہرحال چونکہ امام ابوحنیفہ کا موقف صحیح اور حق تھا لہٰذا وہ علمی و نظری طور پر قائم اور زندہ رہا ۔ ہر دور کے اندر کتابوں میں بھی لکھا گیا اور درس و تدریس میں اس کا برابر ذکر رہا اور ہر دور میں علماء کی ایک بڑی جماعت اس کی حمایت و تائید بھی کرتی رہی ۔ اور پھر معاشیات کے موجودہ دور میں اسلام کے معاشی نظام کی ، اشتراکی نظام پر بہتری و برتری اگر ہم نظری طور پر ثابت کر سکتے ہیں تو مزارعت کے متعلق قاضی ابویوسف کے موقف کی بنا پر نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ کے موقف کی بنا پر [illegible] جو مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے ۔

# امام مالک رح اور مزارعت

امام ابوحنیفہ کی طرح امام مالک مدنی بھی مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے اور اس کو ایک فاسد و باطل معاملہ بتلاتے تھے ۔ اس کا سب سے یقینی ثبوت امام موصوف کی مشہور اور مستند کتاب المؤطا کی اس عبارت سے فراہم ہوتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| فاما الرجل الذی یعطی ارضه البیضاء بالثلث والربع مما یخرج منها فهذا مکروه | لیکن جو شخص اپنی سفید زمین دوسرے کو کاشت کے لئے دیتا ہے پیداوار زمین کی تہائی اور چوتھائی کے بدلے تو یہ معاملہ مکروہ ہے ۔ |
| (ص ٢٩٤) | |

مؤطا امام مالک کے شارح علامہ محمد الزرقانی نے عبارت مذکور کے آخری جملے " فهذا مکروه " کی شرح میں لکھا ہے : " ای حرام " یعنی حرام ہے ۔ ص ٣٠٧ ج ٣ ۔

اسی مؤطا میں کچھ آگے یہ عبارت ہے :

| | |
|---|---|
| سئل مالك عن رجل اکری | امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص کے متعلق |

مزرعته بمائة صاع من تمر او مما يخرج منها من الحنطة او من غيرها يخرج منها فكره ذلك (ص ٢٩٧)

جس نے اپنا کھیت دوسرے کو کاشت کے لئے دیا بعوض ایک سو صاع چھوہاروں کے یا اسی کھیت سے پیدا شدہ گندم کے یا کسی اور پیداوار کے، تو مالکؒ نے اسے مکروہ بتلایا۔

شارح مؤطا علامہ زرقانی نے "فَكَرِهَ ذٰلك" کی شرح کی ہے "كراهة منع" یعنی کراہتہ تنزیہ نہیں کراہتہ تحریم۔

دوسری کتاب "المدونة الكبریٰ" جس کے راوی امام مالک سے عبدالرحمٰن بن القاسم اور ان سے امام سحنون بن سعید ہیں۔ اس کی ایک عبارت مزارعت کے متعلق حسب ذیل ہے :-

قلت أرأيت ان اكريت ارضًا من رجل يزرعها قضبا او بقلا او قمحا او شعيرا او قطنية فما اخرج الله منها من شيء فذلك بيني وبينه نصفين أيجوز هذا ام لا فقال مالكؒ ان ذلك لا يجوز۔ (ص ٤٧٢، ٤٧٣ - ج ٣)

میں نے امام مالک سے عرض کیا آپ یہ بتلائیں کہ میں ایک شخص کو اپنی زمین دیتا ہوں کہ وہ اس میں ترکاریاں، سبزیاں یا گندم یا جو یا کپاس کاشت کرے پس اللہ تعالیٰ جو اس سے پیدا کرے وہ میرے اور اس کے درمیان نصف نصف ہوگا، کیا یہ معاملہ جائز ہے یا ناجائز؟ تو امام مالک نے جواب میں فرمایا: یہ معاملہ جائز نہیں۔

علامہ ابن رشد مالکی بدایۃ المجتہد میں مزارعت و مخابرت کے متعلق لکھتے ہیں :

اما حجته على منع كراء ها بما تنبت فهو ما ورد من نهيه صلى الله عليه وسلم عن المخابرة قالوا هي كراء الارض بما يخرج منها، وهذا قول مالك وكل اصحابه

لیکن امام مالک کی دلیل اس پر کہ پیداوار زمین کے ایک حصہ کے بدلے کراء الارض ممنوع ہے وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے، علماء نے کہا ہے کہ مخابرہ نام ہے پیداوار زمین کے ایک

(ص ۲۱۰ - ج ۲) حصہ پہ زمین کو کرائے پر یعنی مزارعت پہ دینے کا، یہی قول ہے امام مالک اور ان کے تمام ساتھیوں کا۔

آخری جملے سے صاف ظاہر ہے کہ مخابرت و مزارعت کے ممنوع و ناجائز ہونے پر امام مالکؒ ان کے تلامذہ اور دیگر تمام مالکی علماء و فقہاء کا اتفاق و اتحاد تھا۔ احناف کی طرح ان کے مابین اختلاف نہ تھا، فقہ مالکی کی کتابوں میں مزارعت و مخابرت کے متعلق سرے سے الگ اور مستقل باب ہی نہیں جس طرح فقہ حنفی و فقہ شافعی وغیرہ کی کتابوں میں ہے۔ البتہ کراء الارض اور مساقات کے ابواب میں ضمناً اس کے متعلق بھی کچھ بحث آجاتی ہے لیکن وہ بھی نفی کے انداز سے، ہاں اس میں شک نہیں کہ مالکیہ شرکت فی الزراعت کی کچھ صورتوں کو مانتے اور جائز تسلیم کرتے ہیں یا باغ کے اندر کچھ تھوڑی سی زرعی زمین ہو اور تبعاً وہ باغ کے معاملہ یعنی مساقات میں آجائے تو بعض شرائط کے ساتھ اس کو بھی جائز ٹھہراتے ہیں لیکن جب مزارعت سفید زمین سے متعلق مستقل ہو تو اس کو سب مالکی علماء فاسد اور قطعًا ناجائز معاملہ قرار دیتے ہیں بعض علماء جیسے امام سحنون جن کا نام عبدالسلام بن سعید ہے اور مدونۃ الکبریٰ کے مؤلف و مدوّن اور چوٹی کے فقہاء و علماء میں سے تھے، مزارعت کے شدید طور پر مخالف تھے اور ان کا یہ فتویٰ تھا کہ مزارعت کے ذریعے حاصل ہونے والے غلہ وغیرہ کا کھانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا حرام ہے

# مزارعت اور امام شافعیؒ

حضرت امام شافعی کے نزدیک بھی مزارعت کا معاملہ ایک باطل اور ناجائز معاملہ تھا البتہ باغ کی مساقات کو وہ جائز کہتے تھے، اس کا اظہار ان کی کتاب الام کی درج ذیل عبارت سے ہوتا ہے:

| | |
|---|---|
| واذا دفع الرجل الی الرجل ارضا بیضاء علی ان یزرعھا المدفوعۃ الیہ فما اخرج اللہ منھا من شیئ فلہ منہ جزء من الاجزاء فھذہ المحاقلۃ و المخابرۃ والمزارعۃ التی نھی | اور جب کوئی آدمی دوسرے کو اپنی سفید و خالی زمین کاشت کے لئے دے اور یہ طے کرے کہ اللہ اس زمین سے جو کچھ پیدا کرے گا اس میں سے ایک حصّہ اس کے لئے ہوگا، پس یہی وہ محاقلہ مخابرہ اور مزارعہ ہے جس سے رسول اللہ |

عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ (ص ۱۰۱، ۱۰۲، ج ۷ ۔ الام)

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روکا اور منع فرمایا ہے۔

اس عبارت سے متصل عبارت میں فرمایا ہے: فاحللنا المعاملۃ فی النخل خبرا عن رسول اللہ وحرمنا المعاملۃ فی الارض البیضاء خبرا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پس ہم نے باغ کے متعلق معاملے یعنی مساقات کو حلال ٹھہرایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کی وجہ سے اور خالی سفید زمین کے متعلق معاملے یعنی مزارعت کو حرام کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس حدیث کی وجہ سے جو نہی مخابرت کے متعلق ہے

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی مساقات کو حلال اور مزارعت کو حرام سمجھتے اور کہتے تھے، امام ابوحنیفہ اور ان کے درمیان جو اختلاف ہے وہ مساقات کے بارے میں ہے مزارعت کے بارے میں نہیں، مساقات کو امام ابوحنیفہ مزارعت کی طرح ممنوع و ناجائز معاملہ کہتے تھے جبکہ امام شافعی اس کے جواز کے قائل تھے ۔

فقہ شافعی کے مستند متون (جنکی بیسیوں شرحیں لکھی گئیں ہیں) سے ایک علّامہ النووی کی منہاج الطالبین ہے اس میں مزارعت سے متعلق یہ عبارت ہے :

ولا تصح المخابرۃ وھی عمل الارض ببعض ما یخرج منھا والبذر من العامل ولا المزارعۃ وھی ھذہ المعاملۃ والبذر من المالک (ص ۷۵)

اور مخابرہ صحیح نہیں اور وہ ہے زمین کو کاشت کرنا کرانا اس کی پیداوار کے ایک حصّہ کے بدلے جبکہ بیج کاشت کار کی طرف سے ہو، اور مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ یہی معاملہ ہے جب بیج مالک زمین کی طرف سے ہو

دوسری کتاب منہج الطلاب کی عبارت اس معاملہ سے متعلق حسب ذیل ہے :

ولا تصح مخابرۃ ولو تبعا وھی معاملۃ الارض ببعض ما یخرج منھا والبذر من العامل، ولا المزارعۃ وھی کذلک والبذر من المالک (ص ۶۲ علی حاشیۃ المنہاج)

اور درست نہیں ہے مخابرہ اگرچہ وہ تبعا یعنی مساقات کے ضمن میں ہی کیوں نہ ہو اور یہ زمین کی کاشت کا معاملہ ہے۔ اس کی پیداوار کے ایک حصّہ پر جب کہ بیج کاشت کار کی طرف سے ہو اور نہ مزارعت درست ہے اور یہ بھی وہی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو ۔

فقہ شافعی کی ایک اور کتاب عمدۃ السالک اور اس کی شرح فیض الإله المالک میں لکھا ہے :۔

العمل فی الارض ببعض ما یخرج منھا ان کان البذر من المالک سمی مزارعۃ، او من العامل سمی مخابرۃ وھما باطلتان۔
(ص ۷۱ - ج ۲)

زمین میں کاشت کا کام کرنا کرانا بعوض اس کی بعض پیداوار کے پھر اگر بیج مالک زمین کی طرف سے ہو تو اس کا نام مزارعت ہے اور کاشت کار کی طرف سے ہو تو اس کا تو اس کا نام مخابرہ ہے - اور وہ دونوں معاملے باطل ہیں ۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری کی کتاب متن التحریر میں لکھا ہے :

والمزارعۃ ان یعقد علی الارض لمن یزرعھا بجزء معلوم مما یخرج منھا والبذر من المالک فان کان من العامل فھی المخابرۃ وھی باطلۃ کذا المزارعۃ الا فی البیاض بین النخل اوالعنب ان عسر سقیھا الا بسقیہ
(ص ۱۱۴ - متن التحریر)

مزارعت زمین کاشت کرنے کرانے کے اس معاملے کا نام ہے جو پیداوار زمین کے ایک متعین حصے پر طے پاتا ہے جبکہ تخم مالک کی طرف سے ہو اور اگر تخم عامل کی طرف سے ہو تو مخابرہ ہے، مخابرہ بھی باطل ہے اور مزارعۃ بھی، سوائے اس زمین کے جو باغ کے اندر ہو ۔کھجوروں کے یا انگوروں کے، اگر باغ کو سیراب کرنا مشکل ہو بغیر اس زمین کو سیراب کرنے کے ۔یعنی باغ کو پانی دینے سے اس کو خود بخود پانی مل جاتا ہو۔

فقہ شافعی کی مختصر اور مطول، سب کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ مزارعت و مخابرت کا معاملہ الگ اور مستقل حرام اور باطل ہے ۔سوائے اس صورت کے کہ معاملہ تو باغ کا ہو جس کا نام مساقات ہے اور اس کے ضمن میں تبعاً کچھ مزارعت بھی آجائے ۔اگرچہ بعض شافعی فقہاء کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں ۔

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ شوافع میں کچھ علماء جو فقیہہ کم اور محدث زیادہ تھے جیسے ابن خزیمہؒ، ابن المنذرؒ اور خطابیؒ وغیرہ تو وہ جواز مزارعت کی طرف مائل ہوئے ۔لیکن فقہاء عام طور پر عدم جواز کے قائل رہے جو امام شافعی کا مسلک تھا ۔

# مزارعت اور امام احمدؒ بن حنبل

ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل کے متعلق فقہ حنبلی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مزارعت کی صرف ایک شکل جائز تھی جس میں بیج بھی مالک کی طرف سے ہو اور اگر بیج بھی کاشت کار کی جانب سے ہو تو مزارعت کی اس شکل کو وہ بھی ناجائز فرماتے تھے، مثلاً مختصر الخرقی میں ہے۔

| | |
|---|---|
| تجوز المزارعۃ ببعض ما یخرج من الارض اذا کان البذر من رب الارض | پیداوار زمین کے ایک حصہ کے عوض مزارعت جائز ہے جب بیج زمین والے کی طرف سے ہو۔ |

اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ موفق الدین ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ظاھر المذھب ان المزارعۃ انما تصح اذا کان البذر من رب الارض والعمل من العامل نص علیہ احمد فی روایۃ جماعۃ واختارہ عامۃ الاصحاب (ص ۵۸۹ - ج ۵) | ظاہر مذہب یہ ہے کہ مزارعت صرف اس صورت میں صحیح ہوتی ہے جب بیج مالک زمین کی طرف سے اور کام مزارع کی طرف سے ہو ورنہ نہیں۔ امام احمد کی یہی تصریح ہے۔ ایک جماعت کی روایت کے مطابق اور اسی کو عام علماء حنابلہ نے اختیار کیا۔ |

مطلب یہ کہ اگر کام کے ساتھ ساتھ بیج بھی کاشت کار کی طرف سے ہو تو یہ معاملہ فاسد اور ناجائز ہو جاتا ہے جیسا کہ اس عبارت میں تصریح ہے "وقد ذکر الخرقی انہ فاسد فاذا اخرج المزارع البذر فسدت" ص ۵۹۱ - ج ۵ المغنی۔

بہر حال اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ ائمہ مجتہدین میں سے تین: امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مزارعت کے متعلق قطعی فیصلہ اور طے شدہ موقف تھا کہ یہ معاملہ فاسد، باطل اور مکروہ اور حرام معاملہ ہے۔ جس سے مسلمانوں کو

ضرور بچنا چاہیئے ۔ چنانچہ جہاں تک مالکیوں اور شافعیوں کا تعلق ہے وہ اپنے اماموں کی تقلید میں مزارعت کو ناجائز سمجھتے ہوئے اس معاملے سے عملاً بچتے رہے معلوم ہوا ہے کہ بعض افریقی ممالک میں جہاں مالکیوں کی عظیم اکثریت ہے وہاں مزارعت کا نام و نشان نہیں ؛ اسی طرح جن ممالک میں شوافع کی بڑی اکثریت ہے وہاں بھی مزارعت کا کوئی رواج نہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید کے دعوٰی اور حنفی کہلانے کے باوجود، حنفیوں نے مزارعت کے معاملہ میں اپنے امام کے موقف و مسلک کو بری طرح نظر انداز کیا اور باوجود کمزور دلائل کے صاحبین یعنی قاضی ابویوسف اور امام محمد الشیبانی کے موقف و مسلک کو اختیار کیا اور اس پر عمل پیرا رہے اور ہیں، اگر کتاب و سنت کے اصولی اور جزوی دلائل کے لحاظ سے صاحبین کا موقف مضبوط اور قوی ہوتا تو ترجیح کی ایک وجہ ہو سکتی تھی لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے ۔

میں بلا خوف تردید پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج بھی اگر کسی عدالت عالیہ کے ججوں کی ایک جماعت کے سامنے اس مسئلہ سے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف اور اس کے دلائل، اسی طرح صاحبین کا موقف اور ان کے دلائل پیش کئے جائیں تو وہ دلائل کے لحاظ سے امام اعظم کے موقف کو صحیح اور قوی بتلائیں گے ۔ اور اس کے اسلام کے منشأ اور تصوّرِ عدل کے عین مطابق ہونے کا فیصلہ دیں گے ۔ یہ دوسری بات ہے کہ مٹھی بھر مفاد پرست زمینداروں کے لئے وہ قابل عمل نہ ہو ۔

(جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافہ اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں ۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے ۔ لہذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں ۔

Regd. L. No. 8193

'HIKMAT-E-QURAN' MONTHLY LAHORE

Vol 3 | JUNE 1984 | No. 4

آپ کے احباب کے لیے :

# بہترین تحفہ

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبولِ عام تالیف

# مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

خود پڑھیے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفۃً پیش کیجیے۔
دورانِ ماہِ رمضان اہل و عیال اور اعزہ و اقارب کے ساتھ اجتماعی مطالعہ کیجیے

نوٹ

اِس کتابچے کا انگریزی اور عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، فارسی ترجمہ زیرِ طباعت ہے۔ اس کے حقوقِ اشاعت نہ ڈاکٹر صاحب کے حق میں محفوظ ہیں نہ انجمن کے!

## مرکزی انجمن خدام القرآن — لاہور

٣٦۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور فون ٨٥٢٦١١